الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۟ۙ (۷)

جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی۔[1] (۷)

اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۟ۙ (۸)

وہ ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔[2] (۸)

فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۟۠ (۹)

بڑے بڑے ستونوں میں۔(۹)

سُوْرَةُ الْفِیْلِ

سورۂ فیل مکی ہے اور اس میں پانچ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۟ؕ (۱)

کیا تو نے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟[3] (۱)

---

(۱) یعنی اس کی حرارت دلوں تک پہنچ جائے گی۔ ویسے تو دنیا کی آگ کے اندر بھی یہ خاصیت ہے کہ وہ ہر چیز کو جلا ڈالتی ہے لیکن دنیا میں یہ آگ دل تک پہنچ نہیں پاتی کہ انسان کی موت اس سے قبل ہی واقع ہو جاتی ہے۔ جہنم میں ایسا نہیں ہو گا' وہ آگ دلوں تک بھی پہنچ جائے گی' لیکن موت نہیں آئے گی' بلکہ آرزو کے باوجود بھی موت نہیں آئے گی۔

(۲) مُؤْصَدَةٌ بند' یعنی جہنم کے دروازے اور راستے بند کر دیئے جائیں گے' تاکہ کوئی باہر نہ نکل سکے' اور انہیں لوہے کی میخوں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا' جو لمبے لمبے ستونوں کی طرح ہوں گی' بعض کے نزدیک عَمَدٍ سے مراد بیڑیاں یا طوق ہیں اور بعض کے نزدیک ستون ہیں جن میں انہیں عذاب دیا جائے گا۔ (فتح القدیر)

(۳) جو یمن سے خانہ کعبہ کی تخریب کے لیے آئے تھے اَلَمْ تَرَ کے معنی ہیں اَلَمْ تَعْلَمْ کیا تجھے معلوم نہیں؟ استفہام تقریر کے لیے ہے' یعنی تو جانتا ہے یا وہ سب لوگ جانتے ہیں جو تیرے ہم عصر ہیں۔ یہ اس لیے فرمایا کہ عرب میں یہ واقعہ گزرے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔ مشہور ترین قول کے مطابق یہ واقعہ اس سال پیش آیا جس سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی۔ اس لیے عربوں میں اس کی خبریں مشہور اور متواتر تھیں۔ یہ واقعہ مختصراً حسب ذیل ہے۔

واقعہ اصحاب الفیل:

حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے یمن میں ابرہۃ الاشرم گورنر تھا' اس نے صنعاء میں ایک بہت بڑا گرجا (عبادت گھر) تعمیر کیا اور کوشش کی کہ لوگ خانہ کعبہ کے بجائے عبادت اور حج و عمرہ کے لیے ادھر آیا کریں۔ یہ بات اہل مکہ اور دیگر قبائل عرب کے لیے سخت ناگوار تھی۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے ابرہہ کے بنائے ہوئے عبادت خانے کو غلاظت سے پلید کر دیا' جس کی اطلاع اس کو کر دی گئی کہ کسی نے اس طرح اس گرجا کو ناپاک کر دیا ہے' جس پر اس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کا عزم کر لیا اور ایک لشکر جرار لے کر مکے پر حملہ آور ہوا' کچھ ہاتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔ جب یہ لشکر وادی محسر کے پاس پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے غول بھیج دیئے جن کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں جو چنے یا مسور

اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ﴿۲﴾
وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ﴿۳﴾
تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ﴿۴﴾
فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ ﴿۵﴾

کیا ان کے مکر کو بے کار نہیں کر دیا؟[1] (۲)
اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے۔[2] (۳)
جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مار رہے تھے۔[3] (۴)
پس انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔[4] (۵)

سُوْرَۃُ قُرَیْشٍ

سورۂ قریش مکی ہے اور اس میں چار آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ﴿۱﴾
اٖلٰفِھِمْ رِحْلَۃَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ﴿۲﴾

قریش کے مانوس کرنے کے لیے (۱)
(یعنی) انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے لیے۔[5] (اس کے شکریہ میں)۔ (۲)

کے برابر تھیں، جس فوجی کے بھی یہ کنکری لگتی وہ پگھل جاتا اور اس کا گوشت جھڑ جاتا اور بالآخر مرجاتا۔ خود ابرہہ کا بھی صنعاء پہنچتے پہنچتے یہی انجام ہوا۔ اس طرح اللہ نے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی۔ مکے کے قریب پہنچ کر ابرہہ کے لشکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے، جو مکے کے سردار تھے، اونٹوں پر قبضہ کر لیا، جس پر عبد المطلب نے آکر ابرہہ سے کہا کہ تو میرے اونٹ واپس کر دے جو تیرے لشکریوں نے پکڑے ہیں۔ باقی رہا خانہ کعبہ کا مسئلہ، جس کو ڈھانے کے لیے تو آیا ہے تو وہ تیرا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے، وہ اللہ کا گھر ہے، وہی اس کا محافظ ہے، تو جانے اور بیت اللہ کا مالک اللہ جانے۔ (ایسر التفاسیر)

(۱) یعنی وہ جو خانہ کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ لے کر آیا تھا، اس میں اس کو ناکام کر دیا۔ استفہام تقریری ہے۔

(۲) ابابیل، پرندے کا نام نہیں ہے، بلکہ اس کے معنی ہیں غول در غول۔

(۳) سِجِّیْلٍ مٹی کو آگ میں پکا کر اس سے بنائے ہوئے کنکر۔ ان چھوٹے چھوٹے پتھروں یا کنکروں نے توپ کے گولوں اور بندوق کی گولیوں سے زیادہ مہلک کام کیا۔

(۴) یعنی ان کے اجزائے جسم اس طرح بکھر گئے جیسے کھائی ہوئی بھوسی ہوتی ہے۔

☆۔ اسے سورۂ ایلاف بھی کہتے ہیں، اس کا تعلق بھی گزشتہ سورت سے ہے۔

(۵) اِیْلَافٌ کے معنی ہیں، مانوس اور عادی بنانا، یعنی اس کام سے کلفت اور نفرت کا دور ہو جانا۔ قریش کی گزران کا ذریعہ تجارت تھی۔ سال میں دو مرتبہ ان کا تجارتی قافلہ باہر جاتا اور وہاں سے اشیائے تجارت لاتا۔ سردیوں میں یمن، جو گرم علاقہ تھا اور گرمیوں میں شام کی طرف جو ٹھنڈا تھا۔ خانہ کعبہ کے خدمت گزار ہونے کی وجہ سے تمام اہل عرب ان